بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِیۡم　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم　　وَعَلٰی عَبۡدِالۡمَسِیۡح الۡمَوۡعُود

اَسیرانِ راہ مولا کون ہیں۔؟

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُمَابِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَابِأَنۡفُسِھِمۡ وَاِذَا أَرَادَ اللّٰہُ
بِقَوۡمٍ سُوۡءً ا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ وَمَا لَھُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ وَّالٍ۔ (الرعد۔۱۲)
اللہ کبھی کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی اندرونی حالت کو نہ بدلے اور جب اللہ کسی قوم کے
متعلق عذاب کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس کو ہٹانے والا کوئی نہیں ہوتا اور بجز اُس کے کوئی بھی اِن کا کارساز نہیں ہوتا۔

انسانی تاریخ کے ایک بہت طویل دور میں علم حاصل کرنے پر معاشرہ کے ایک مخصوص طبقہ کی اجارہ داری تھی۔اور یہ طبقہ مذہبی رہنماؤں کا وہ گروہ تھا جسے پادری، پنڈت یا کاہن کے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا۔یہ لوگ اپنے مریدوں کو طرح طرح کی سزاؤں اور عذاب اُخروی سے ڈرا کر علم حاصل کرنے سے روکتے تھے تاکہ غریب اور جاہل لوگوں پر ان کا اقتدار سلامت رہے۔اِسی طرح اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ حضرت موسیٰ کی اُمت میں کچھ لوگ اُسکے پیروکاروں کو سزاؤں (اخراج۔مقاطعہ۔زبان بندی اور کفر کے خطاب وغیرہ) کا خوف دلا کر مذہب کے نام پر اُنہیں غلام بنالیں گے۔اور پھر ان قیدیوں اور کچلے ہوئے اِنسانوں کی رہائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے موسوی سلسلہ میں ایک نجات دہندہ کی خبر بھی دی ہوئی تھی۔جیسا کہ حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ فرماتے ہیں۔

''خداوند کا رُوح مجھ پر ہے۔اِس لیے کہ اُس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کیلئے مسح کیا۔اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیوں کو رہائی اور اندھوں کو بینائی پانے کی خبر سناؤں۔کچلے ہوؤں کو آزاد کروں۔'' (لوقا۔باب۴۔آیت۔۱۸)

اپنے وقت مقررہ پر یہودیوں کا یہ نجات دہندہ آیا۔اُس نے نہ صرف سچائی کی تخم ریزی کی بلکہ یہودی نظام اور اُن کے فقیہوں اور ربیوں کی فریب کاریوں کو بھی تشت از بام کیا۔بعد ازاں بدبخت یہودیوں کے غیض وغضب کا شکار ہو کر اُس معصوم اور غریب انسان کو نہ صرف اپنے سر پر کانٹوں کا تاج پہننا پڑا بلکہ کاٹھ کی صلیب پر چڑھ کر وہ اپنے ربّ ذوالجلال کو اِس طرح پکارتا رہا کہ! ایلی۔ایلی۔لما شبقتی ؟ یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ (متی باب ۲۷ آیت نمبر ۴۷)۔بالآخر اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے کو صلیب کی لعنتی موت سے بچا کر اُسکے صدق کو ظاہر فرمادیا اور اُسکی حفاظت فرماتے ہوئے اُسے کسی نامعلوم محفوظ مقام کی طرف لے گیا۔

اب سے چودہ سو سال پہلے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے دل پر ایک عظیم الشان کتاب قرآن مجید نازل ہوئی تھی۔قرآن پاک نے اعلان کیا کہ ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مالک اور خالق اور اُس کی خلق کردہ کائنات کو جانے اور پہچانے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوَاتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ اللَّیۡلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ o الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیَاماً وَقُعُوۡداً وَعَلٰی جُنُوۡبِھِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوَاتِ وَالۡاَرۡضِ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ھٰذَا بَاطِلاً سُبۡحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔(ال عمران۔۱۹۱۔۱۹۲)

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے اِختلاف میں عقل والوں کیلئے نشان ہیں۔جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے رہتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) اے ہمارے ربّ تو نے اِس (عالم) کو بے فائدہ نہیں بنایا تو پاک ہے۔پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اِسی طرح اللہ تعالیٰ دوسری جگہ پر فرماتا ہے۔قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ بَدَأَ الۡخَلۡقَ ثُمَّ اللّٰہُ یُنۡشِیءُ النَّشۡأَۃَ الۡاٰخِرَۃَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر۔(عنکبوت۔۲۱)
تو کہہ دے کہ زمین میں سیر کرو پھر غور کرو کہ کیسے اُس نے تخلیق کا آغاز کیا۔پھر اللہ اُسے نشاۃِ آخرت کی صورت میں اُٹھائے گا۔اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

لیکن عجیب بات ہے کہ جس دین کی ابتداء ہی اِقراء سے ہوئی تھی آج اُسکے علمبرداروں نے بھی عام انسانوں کو مختلف سزاؤں سے ڈرا کر حصول علم پر پہرے بٹھا رکھے ہیں۔موسوی سلسلہ کی طرح محمدی سلسلہ میں بھی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ یعنی محمدی مریم کو ایک مسیحی نفس زکی غلام کی بشارت دی گئی تھی تاکہ وہ مذہب کے نام پر اَسیر ہو جانیوالوں اور کچلے ہوؤں کو آزاد کروائے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے۔

''جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ہم اِس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا۔اور اَسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱۔مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

ظاہر ہونیوالے اِس نجات دہندہ کا راستہ روکنے کیلئے کچھ لوگوں نے حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کی جماعت کو ایک نظام کے ساتھ ہائی جیک کر لیا اور پھر اس نظام میں افراد جماعت کو

مختلف طبقات اور گروہوں میں تقسیم کر کے اُنکی کڑی نگرانی شروع کردی۔ ہر احمدی سے آزادی ضمیر کا حق چھین کر اُس کو پیدائش سے لے کر موت تک یرغمال بنالیا گیا اور اس طرح وہ بیچارہ اپنی جماعت میں ہی اَسیر راہِ مولا بن گیا۔لیکن ہر وہ نظام جس کی تعلیم قرآن مجید کی تعلیم کے برعکس ہو اگر ایسے نظام کے کرتا دھرتا قدم قدم پر آنحضرت ﷺ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا نام بھی لیتے رہیں تب بھی ایسے نظام کی کوئی حیثیت نہیں۔کیونکہ وہ کوئی روحانی نظام نہیں بلکہ ایک مذہبی مافیا (mafia) ہے جس نے مذہب کے لبادے میں اپنے پیروکاروں سے آزادی ضمیر چھین کر اُنہیں بے زبان کر دیا ہے۔اور اس طرح افراد جماعت نہ صرف بے زبان بلکہ بلیک میل بھی ہو چکے ہیں۔اور یہ سب دوڑ دھوپ اَسیروں کو رُستگاری دلانے والے کا راستہ روکنے کیلئے کی گئی ہے تا کہ وہ ظاہر ہو کر کہیں کچھ لوگوں کے رنگ میں بھنگ نہ ڈال دے۔

اگرچہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ ’’اختلاف اُمتی رحمۃ‘‘ یعنی میری اُمت میں اختلاف باعث رحمت ہوگا لیکن اس کے باوجود ہمارے جماعتی سیٹ اَپ میں ہر نئی سوچ اور ہر نئی فکر پر سخت قدغن لگا دی گئی ہے۔جن لوگوں نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو قبول فرمایا اُن کو کیا معلوم تھا کہ اُنکی سوچوں پر جبر کے تالے لگا دیئے جائیں گے اور وہ جسمانی طور پر آزاد ہوتے ہوئے بھی ذہنی طور پر غلام بن جائیں گے۔ ہمارے ارباب اختیار کا یہ طرزِ عمل اللہ تعالیٰ اُس کے نبی ﷺ اور اُسکے مہدی و مسیح موعودؑ کی تعلیم کی عین ضد ہے۔آنحضرت ﷺ جو دین لائے تھے یعنی اسلام اور آپکی نیابت میں حضرت مہدی نے جس جماعت کی داغ بیل ڈالی اِس کا مقصد اسلام کے غلبے کے علاوہ بنی نوع انسان کو جسمانی اور ذہنی غلامیوں سے رہائی بخشنا بھی تھا۔لیکن ہمارے ہاں تو اِسکے بالکل برعکس ہوا۔آزاد انسانوں کو مذہب کی آڑ میں ذہنی غلامی کے شکنجوں میں جکڑ دیا گیا۔اگر ہمارے سسٹم میں کوئی شخص نئی سوچ یا نئی فکر کا اظہار کرے تو جھٹ یہ کہہ کر اُس کا منہ بند کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ شخص فتنہ پھیلا رہا ہے اور اسکی خوب تشہیر کی جاتی ہے۔ایسے شخص کیساتھ اُسکے ماں باپ اور اُسکے بہن بھائیوں کا تعلق منقطع کروا دیا جاتا ہے اور اگر اِسکے باوجود بھی ایسا شخص آزادی ضمیر کا مطالبہ کرے تو اُس کو جماعت سے ہی خارج کر دیا جاتا ہے۔اور یہ وہی پرانا حربہ ہے جس کا استعمال عہد تاریک (dark ages) (چوتھی صدی عیسوی سے چودھویں صدی عیسوی تک) کے عیسائی پوپوں نے اپنے ماننے والوں پر کیا تھا۔ہمارے قول و فعل میں کتنا تضاد ہے؟ اور اکیسویں صدی یعنی دورِ جدید میں معصوم احمدیوں پر اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے۔؟

اللہ تعالیٰ تو اپنے کلام میں مومنوں کو بار بار ارشاد فرماتے ہیں کہ تم غور و فکر کرو لیکن ہمارے مذہبی ارباب اختیار نے خدا ہی کے نام پر غور و فکر کی سب راہیں بند کر رکھی ہیں۔واضح رہے کہ مذہب کی دنیا میں لفظ فتنہ (mischief or faction) کا استعمال پہلے بھی بہت غلط ہوا اور اب بھی ہوتا ہے۔ہم نے بھی اپنے بے بنیاد اور جھوٹے عقائد کو سہارا دینے کیلئے لفظ فتنہ کا بہت غلط استعمال کیا اور آج تک کر رہے ہیں؟ دنیائے مذہب یا علم میں اگر کسی کی سوچ ،فکر یا دعویٰ بے دلیل ہو تو اُسے تو فتنہ کہا جا سکتا ہے لیکن ایسی سوچ یا فکر یا دعویٰ جو دلیل کیساتھ ہو اُسے فتنہ کہنے کا کیا مطلب؟ اگر ہمارے سیٹ اَپ میں ارباب اختیار کے نزدیک ہر نئی سوچ ،فکر یا دعویٰ فتنہ ہے تو پھر وہ سب لوگ جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی راہنمائی کیلئے وقتاً فوقتاً دنیا میں بھیجے یا وہ لوگ جنہوں نے نئی نئی دریافتیں کر کے انسانی علم میں اضافے کیے وہ سب فتنہ پرور ٹھہرتے ہیں۔حالانکہ وہ سب فتنہ پرور نہیں بلکہ علم پرور تھے کیونکہ انہوں نے انسانوں کو گمراہی کی ضلالتوں اور لاعلمی کی جہالتوں سے نکال کر ہدایت اور علم کے چراغ روشن کیے۔میں اپنے مذہبی ارباب اختیار سے پوچھتا ہوں کہ یہ ماضی کے لوگ آپکی نظر میں کیا فتنہ پرور تھے؟ اور اگر نہیں تو پھر آج آپ نے افکار تازہ پر پابندی کیوں لگا رکھی ہے؟ آج آپ ہر مدلل سوچ ،فکر یا دعویٰ کو فتنہ کیوں کہتے ہو؟ اور اس جرم کا آپکے پاس کیا جواز ہے؟ اگر آپ ان گزرے ہوئے مقدس انسانوں کے وقت میں ہوتے تو تم ضرور اُنکی بھی تکفیر کرتے ؎

آئینِ نو سے ڈرنا طرزِ کہن پہ اڑنا   منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں افرادِ جماعت کو اُنکی اَسیری کی واضح خبر دی گئی تھی۔خلیفہ ثانی صاحب نے افراد جماعت کو اَسیر بنا کر اِلہامی پیشگوئی کی سچائی پر مہر لگا دی ہے۔اب اگر اَسیر ہونے کی بات پوری ہو چکی ہے تو اِنشاء اللہ تعالیٰ اَسیروں کی رُستگاری کا واقعہ بھی ضرور رُونما ہونے والا ہے۔افرادِ جماعت سے گذارش ہے کہ آج حضرت بانئے جماعتؑ کا موعود زکی غلام تم میں موجود ہے اور وہ تمہاری رہائی کیلئے جدوجہد میں پیہم مصروف ہے۔وہ تمہیں پکار رہا ہے۔آپ نے اَسیر ہونے کیلئے کافی قربانیاں دے دی ہیں۔ اب اُٹھو اور اپنی رہائی کیلئے بھی قربانیاں پیش کرو۔یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بالکل سچ ہے کہ وہ کسی قوم کی حالت کو اُس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے۔میری آپ سب کیلئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو فہم و فراست بھی عطا فرمائے اور آپ کو جلد از جلد اَسیری سے نجات بھی بخشے۔آمین

خاکسار

عبدالغفار جنبہ/ کیل۔جرمنی

مورخہ ۲۰۔دسمبر ۲۰۰۳ء

☆☆☆☆☆☆☆